International Research Journal of Arabic and Islamic Studies, Vol.:04, Issue: 02, July-Sep 2024
pp: 289- 300

OPEN ACCESS
IRJAIS
ISSN (Online): 2789-4010
ISSN (Print): 2789-4002
www. irjais.com

بعثتِ نبوی سے قبل عرب معاشرت اور قبائلی نظام: مذہبی، سماجی، سیاسی، معاشی اور اخلاقی اثرات کا تجزیاتی مطالعہ

This version adds more fluidity to the title while keeping the focus on the analytical study of the key aspects of pre-Islamic Arab society and the tribal system.

Aysha Saeed
M Phil, Department of Islamic Studies,
University of Sialkot, Sialkot, Punjab, Pakistan.
Dr. Naeem Qaiser Al-Azhari
Assistant Professor, Department of Islamic Studies,
University of Sialkot, Sialkot, Punjab, Pakistan.
Rubab fatma
M Phil, Department of Islamic Studies,
University of Sialkot, Sialkot, Punjab, Pakistan.

Abstract

Before the advent of Prophet Muhammad (PBUH), pre-Islamic Arab society was structured around a tribal system, where each tribe functioned as an autonomous entity with its own leader and a strong sense of internal collectivism. The honor and dignity of tribe members were fiercely protected, yet women were marginalized and practices such as female infanticide were common. Economically, Arabs engaged in trade, agriculture, and herding, with Mecca serving as a crucial commercial hub. Religiously, the society was polytheistic, with numerous idols worshipped in the Kaaba and each tribe revering its own deities. Although hospitality, bravery, and loyalty were esteemed values, the society also experienced moral shortcomings including widespread deceit and oppression. The arrival of Prophet Muhammad (PBUH) marked a profound shift, challenging the existing social, economic, and religious norms. His teachings introduced monotheism, justice, and equality, fundamentally transforming Arab society. This paper provides a comprehensive analysis of the tribal system's impact on various aspects of pre-Islamic Arab life, laying the groundwork for understanding the significant reforms brought about by Islam.

Keywords: Sating's of Arab, Tribal system, Burying newborn girls, own idols.

1. تعارف موضوع

بعثت نبوی سے قبل عرب معاشرت کی حالت نہایت پسماندہ اور مشکل تھی۔ مذہبی طور پر، عربوں کی اکثریت بت پرست تھی اور کعبہ میں مختلف قبائل کے 360 بت موجود تھے، جن کی عبادت کی جاتی تھی۔ کچھ یہودی اور عیسائی بھی موجود تھے، جبکہ چند لوگ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تعلیمات پر مبنی حنیفیت کے پیروکار تھے۔ سماجی طور پر، عرب معاشرہ قبائلی نظام پر مبنی تھا، جہاں ہر قبیلہ اپنے سردار کی قیادت میں رہتا تھا۔ قبائل کے درمیان معمولی باتوں پر جنگ و جدل عام تھی اور عورتوں کی حالت نہایت پست تھی؛ لڑکیوں کو زندہ دفن کرنا اور عورتوں کو وراثت سے محروم رکھنا معمول تھا۔ اخلاقی طور پر، شراب نوشی، جوا، اور فحاشی عام تھیں۔ سیاسی طور پر، عرب میں کوئی مرکزی حکومت نہیں تھی اور انصاف کا نظام انتقام پر مبنی تھا۔ معاشی طور پر، مکہ تجارتی مرکز تھا اور قریش کے تجارتی قافلے مختلف علاقوں سے مال و اسباب لاتے اور بیچتے تھے، جبکہ زراعت اور مویشی پالنا بھی اہم ذرائع آمدنی تھے۔ مجموعی طور پر، عرب معاشرت میں جہالت، ظلم، اور برائی عام تھیں، مگر اس کے ساتھ ساتھ مہمان نوازی، بہادری، اور وفاداری جیسی خوبیاں بھی موجود تھیں۔ بعثت نبوی نے ان بنیادی مسائل کی اصلاح کی اور ایک نیا معاشرتی و مذہبی نظام متعارف کرایا، جس نے عرب معاشرت میں نمایاں تبدیلیاں کیں۔

2. موضوع کی ضرورت و اہمیت

بعثتِ نبوی سے قبل عرب معاشرت اور قبائلی نظام کا تجزیاتی مطالعہ اس دور کے سماجی، مذہبی، سیاسی، معاشی، اور اخلاقی پہلوؤں کو سمجھنے کے لیے بہت ضروری ہے۔ قبائلی نظام نے عربوں کے معاشرتی استحکام اور بقا میں اہم کردار ادا کیا، جہاں ہر قبیلہ اپنی شناخت اور تحفظ کے لیے خون کے رشتہ اور مشترکہ نسب پر انحصار کرتا تھا۔ مذہبی طور پر، عرب معاشرت بت پرستی اور مختلف عبادات میں جکڑی ہوئی تھی، جبکہ سماجی اور اخلاقی حالت پست تھی، جیسے کہ عورتوں کی حالت اور ظلم و زیادتی کے مسائل۔ سیاسی طور پر، قبائلی سرداروں کی قیادت اور انصاف کا نظام قبیلائی بنیادوں پر مبنی تھا، جس نے معاشرتی نظم کو برقرار رکھا۔ معاشی طور پر، مکہ جیسے تجارتی مراکز نے عرب معاشرت کو معاشی استحکام فراہم کیا۔ یہ مطالعہ ان پہلوؤں کا تفصیلی جائزہ پیش کرتا ہے اور بعثتِ نبوی کے بعد آنے والی تبدیلیوں کی وضاحت کرتا ہے، جو عرب معاشرت میں بنیادی اصلاحات کی وجہ بنیں۔ اس موضوع کا تجزیہ ہمیں اس بات کی سمجھ دیتا ہے کہ کس طرح اسلام نے ان نظامات کو چیلنج کیا اور نئے سماجی و مذہبی اصول متعارف کرائے۔

3. بعثتِ نبوی سے قبل عرب معاشرت اور قبائلی نظام

بعثتِ نبوی سے قبل عرب معاشرت ایک پیچیدہ قبائلی نظام پر مبنی تھی، جو سماجی، مذہبی، سیاسی، معاشی، اور اخلاقی پہلوؤں میں نمایاں طور پر اثر انداز ہوتا تھا۔

3.1. قبائلی نظام

اسلام سے پہلے جزیرہ نما عرب میں قبائلی نظام کا غلبہ تھا۔ اسوقت عرب معاشرہ مختلف قبیلوں میں تقسیم تھا۔ جن کی اپنی اپنی روایات، قوانین اور رواج تھے۔ قبائلی نظام کی کچھ اہم خصوصیات اور اسکے اثرات درج ذیل ہیں۔

1۔ ہر قبیلہ خود مختار ہوتا تھا اور اپنی حدود میں رہتا تھا۔ قبائل کے درمیان اکثر جھگڑے اور جنگیں ہوا کرتی تھیں۔[1]

قبیلے کے افراد خون کے رشتوں کے ذریعے جڑے ہوتے تھے۔ قبیلے کے سربراہ (شیخ) کا انتخاب خون کی قربت اور بہادری کی بنیاد پر ہوتا تھا۔[2]

قبائلی نظام میں بدلہ اور انتقام کا رواج بہت عام تھا۔ ایک قبیلے کے فرد کی ہلاکت کا بدلہ لینا ضروری سمجھا جاتا تھا، جو قبائلی جنگوں کا بڑا سبب تھا۔[3]

قبائلی معاشرہ میں غلامی اور طبقاتی نظام رائج تھا۔ جنگوں میں قیدی بنائے گئے لوگوں کو غلام بنایا جاتا تھا۔[4]

اسلام سے قبل عرب معاشرے میں عورتوں کی حالت بہت پسماندہ تھی۔ اس دور کو جاہلیت کا دور کہا جاتا ہے اور اس زمانے میں عورتوں کے ساتھ غیر انسانی سلوک کیا جاتا تھا۔

3.1.1. قبائلی نظام کے سماجی اثرات

قبائلی نظام کے سماجی اثرات کو سمجھنے کے لیے ہمیں اس نظام کی چند خصوصیات اور ان کے معاشرتی پہلوؤں پر غور کرنا ہوگا۔ قبائلی نظام میں افراد قبیلوں میں منظم ہوتے ہیں، اور ہر قبیلہ اپنے مخصوص اصول وضوابط کے تحت چلتا ہے۔ یہاں کچھ اہم سماجی اثرات بیان کیے گئے ہیں:1

1۔ قبائلی نظام میں لوگوں کے درمیان قریبی تعلقات ہوتے ہیں۔ ہر قبیلہ ایک بڑی فیملی کی طرح ہوتا ہے جہاں افراد ایک دوسرے کی مدد کرتے ہیں اور ایک دوسرے کے ساتھ مضبوط تعلقات قائم کرتے ہیں۔ یہ نظام افراد کے درمیان ہم آہنگی اور یکجہتی کو فروغ دیتا ہے۔2

2۔ قبائلی نظام میں روایات اور ثقافت کا تحفظ بہت اہمیت رکھتا ہے۔ قبائل اپنی مخصوص روایات، رسوم ورواج، اور زبان کو برقرار رکھتے ہیں۔ یہ نظام ثقافتی ورثے کو نسل در نسل منتقل کرنے میں مددگار ثابت ہوتا ہے

3۔ قبائلی نظام میں سماجی نظم وضبط برقرار رہتا ہے۔ قبائلی سردار یا قائد کے پاس اختیارات ہوتے ہیں جو قبیلے کے افراد کے معاملات کو منظم کرتے ہیں اور تنازعات کو حل کرتے ہیں۔ اس سے معاشرتی نظم وضبط برقرار رہتا ہے۔

4۔ قبائلی نظام میں وسائل کی منصفانہ تقسیم پر زور دیا جاتا ہے۔ قبیلے کے وسائل کو مشترکہ طور پر استعمال کیا جاتا ہے اور ہر فرد کی ضروریات کو پورا کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اس سے معاشرتی انصاف کو فروغ ملتا ہے۔5

5۔ اکثر قبائلی علاقوں میں تعلیم اور جدیدیت کی کمی پائی جاتی ہے۔ قبائلی نظام میں روایتی تعلیم پر زیادہ زور ہوتا ہے اور جدید تعلیمی نظام کو زیادہ اہمیت نہیں دی جاتی۔ اس سے قبائلی علاقوں کی ترقی میں رکاوٹ پیدا ہو سکتی ہے۔

6۔ بہت سے قبائلی نظاموں میں صنفی تفاوت موجود ہوتا ہے۔ مردوں کو زیادہ اختیارات حاصل ہوتے ہیں جبکہ خواتین کو محدود حقوق ملتے ہیں۔ یہ صنفی عدم مساوات معاشرتی ترقی میں رکاوٹ بن سکتی ہے۔

7۔ قبائلی نظام میں افراد پر معاشرتی دباؤ اور پابندیاں عائد ہوتی ہیں۔ قبیلے کے اصولوں کی خلاف ورزی کرنے والے افراد کو سماجی بائیکاٹ یا دیگر سزاؤں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔[5]

3.2. سماج کی تفہیم

سماج کا مطلب ہے معاشرہ یا وہ اجتماعی نظام جس میں انسان مختلف روابط اور تعلقات کے ذریعے ایک دوسرے کے ساتھ جڑے ہوتے ہیں۔ سماج میں افراد مختلف طبقات، ثقافتوں، اور رسم و رواج کے تحت زندگی گزارتے ہیں اور ایک دوسرے کے ساتھ مل کر رہتے ہیں۔ سماج کا بنیادی مقصد انسانی ضروریات کو پورا کرنا اور معاشرتی ہم آہنگی برقرار رکھنا ہے۔ اصطلاح میں سماج کی تعریف یہ ہے۔

"سماج انسانوں کا ایسا مجموعہ ہے جو مخصوص جغرافیائی حدود میں، باہمی رشتوں، روایات، اور ثقافتی اصولوں کے تحت ایک دوسرے کے ساتھ جڑے ہوتے ہیں، اور جس میں مختلف اجتماعی ادارے اور تنظیمیں موجود ہوتی ہیں جو افراد کی ضروریات کو پورا کرنے اور ان کی زندگی کو منظم کرنے کا کام کرتی ہیں۔" مثال کے طور پر، مشہور ماہر عمرانیات ایمیل ڈرکائم نے سماج کو اس طرح بیان کیا ہے۔: "سماج ایک ایسی حقیقت ہے جو افراد کے اوپر اپنا وجود رکھتی ہے اور ان کے رویوں اور عقائد کو متاثر کرتی ہے۔[6]

اسی طرح ماہر عمرانیات میکس ویبر نے سماج کو اس طرح بیان کیا ہے

سماج ایک ایسا ڈھانچہ ہے جس میں مختلف افراد باہمی رشتوں اور عمل کے ذریعے اپنی زندگیاں گزارتے ہیں۔[7]

مفسر قرآن عبد الرحمٰن کیلانی لکھتے ہیں کہ:

برے کاموں سے مراد کفر، شرک، بدعات، رسوم قبیحہ، فسق وفجور، ہر قسم کی بد اخلاقی اور بے حیائی اور نا معقول باتیں شامل ہیں، اور ان سے روکنے کا فریضہ فرداً فرداً بھی ہر مسلمان پر عائد ہوتا ہے۔ اور اجتماعاً امت مسلمہ پر بھی۔ ہر ایک کو اپنی اپنی حثیت اور قوت کے مطابق اس فریضہ سے عہدہ بر آ ہونا لازم ہے۔[8]

3.3. مذہبی حالات

قبل از اسلام عرب معاشرت میں مختلف مذاہب پائے جاتے تھے۔ ذیل میں چند اہم مذاہب کا ذکر ہے۔:

1۔ عرب میں بت پرستی کی تاریخ بہت قدیم ہے۔ مکہ شہر اور خانہ کعبہ بت پرستی کے مرکزی مقامات میں شامل تھے۔ خانہ کعبہ میں 360 بت موجود تھے جن کی مختلف قبیلوں اور علاقوں سے آئے ہوئے لوگ عبادت کرتے تھے۔[9]

2۔ عرب میں مختلف بتوں کی عبادت کی جاتی تھی، جن میں سے کچھ مشہور بت یہ ہیں:

لات: طائف کے قریب ایک جگہ پر واقع تھا۔ یہ ایک بڑے بت کی شکل میں تھا اور اس کی عبادت کے لئے خصوصی تقریبات منعقد کی جاتی تھیں۔

منات: یہ ساحلی علاقے میں واقع تھا اور اسے قبیلہ اوس اور خزرج بہت مقدس مانتے تھے۔

عزیٰ: یہ نخلہ میں واقع تھا اور قریش کے لوگ اس کی عبادت کرتے تھے۔

ہبل: خانہ کعبہ کے اندر رکھا ہوا ایک بہت بڑا بت تھا۔ یہ قریش کا سب سے بڑا اور اہم بت تھا۔[10]

3۔ بت پرست عرب اپنی رسومات میں مختلف طریقے استعمال کرتے تھے، جن میں شامل تھے:

قربانی: جانوروں کی قربانی دی جاتی تھی اور ان کا خون بتوں پر چڑھایا جاتا تھا۔

نذر و نیاز: بتوں کے سامنے کھانا، پھل اور دیگر اشیاء رکھی جاتی تھیں۔

حج اور زیارت: مکہ اور دیگر مقدس مقامات پر زیارت کے لئے آتے اور طواف کرتے۔[11]

4۔ عرب کے لوگ مختلف دیوتاؤں اور دیویوں کے بارے میں مختلف عقائد رکھتے تھے۔ وہ مانتے تھے کہ یہ بت ان کی زندگی کے مختلف پہلوؤں پر اثر انداز ہوتے ہیں، مثلاً زرخیزی، جنگ، محبت اور حفاظت۔[12]

5۔ اسلام کی آمد کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بت پرستی کے خلاف سخت اقدامات کئے۔ فتح مکہ کے موقع پر خانہ کعبہ میں موجود تمام بتوں کو توڑ دیا گیا اور توحید کا پیغام عام کیا گیا۔[13]

3.3.1. بت پرستی کے سماجی اثرات

بت پرستی کے سماجی اثرات عرب معاشرت پر گہرے اور متنوع تھے۔ اس نے معاشرتی، اقتصادی اور ثقافتی پہلوؤں کو متاثر کیا۔ جو درج ذیل ہیں۔

1۔ بت پرستی نے معاشرتی ڈھانچے میں اہم کردار ادا کیا۔ ہر قبیلہ اپنے مخصوص بت کی عبادت کرتا تھا، جس سے قبائلی تعلقات اور اتحاد مضبوط ہوتا تھا۔ یہ بت نہ صرف مذہبی علامت تھے بلکہ ان کے ذریعے قبائل میں اجتماعی شناخت اور یکجہتی بھی پیدا ہوتی تھی۔[14]

2۔ بت پرستی نے اقتصادی سرگرمیوں کو بھی متاثر کیا۔ مکہ میں خانہ کعبہ میں موجود بتوں کی زیارت کے لیے دور دور سے لوگ آتے تھے، جس سے مکہ کی معیشت کو فروغ ملتا تھا۔ تجارتی قافلے اور زیارت کے مواقع مکہ کی معیشت کو تقویت دیتے تھے۔[15]

3۔ بت پرستی نے عرب کی ثقافت اور ادب پر بھی اثر ڈالا۔ مختلف بتوں کے بارے میں کہانیاں، اساطیر اور اشعار مشہور تھے۔ شاعری اور قصیدے میں ان بتوں کی تعریف اور عظمت بیان کی جاتی تھی، جو عربی ادب کا حصہ بن چکے تھے۔[16]

4۔ بت پرستی نے مختلف مذہبی رسومات کو فروغ دیا۔ قربانی، نذر و نیاز، اور مختلف تہوار بتوں کی عبادت کا حصہ تھے۔ ان رسومات کے ذریعے لوگوں میں مذہبی وابستگی اور مذہبی تجربات کی تشکیل ہوتی تھی۔[17]

5۔ بت پرستی نے سماجی طبقات اور امتیاز کو بھی مضبوط کیا۔ مختلف قبائل اپنے بتوں کی اہمیت کے مطابق عزت و وقار حاصل کرتے تھے۔ بتوں کی تعداد اور ان کی عظمت کے مطابق قبائل کے درمیان امتیاز برتا جاتا تھا۔[18]

6۔ بت پرستی نے اخلاقی اور سماجی اصولوں کو بھی متاثر کیا۔ مختلف دیوتاؤں کی پرستش نے لوگوں کے رویوں اور طرزِ عمل پر اثر ڈالا۔ کچھ دیوتا جنگ اور غارتگری کے دیوتا تھے، جس سے معاشرتی تانے بانے میں تشدد اور جنگجوئی کا عنصر داخل ہوا۔[19]

3.4. یہودیت (Judaism) کے سماجی اثرات

کچھ عرب قبائل یہودی مذہب کے پیروکار تھے۔ خاص طور پر مدینہ کے قبائل اوس اور خزرج میں یہودیت کا اثر تھا۔ یہودی قبائل میں قینقاع، نضیر اور قریظہ شامل تھے۔ اہلِ یہود نے مدینہ میں جہاں اپنی سیاسی قوت کو مستحکم کرنے کی کوشش کی، اسکے ساتھ ساتھ بچوں کو مذہبی تعلیم دینے کے لیے مدارس قائم کیے۔ ان کو بیت المدارس کہا جاتا تھا۔ اسکا ذکر بخاری شریف میں موجود ہے۔

عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ، قَالَ : بَيْنَمَا نَحْنُ فِي الْمَسْجِدِ ، إِذْ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، فَقَالَ : انْطَلِقُوا إِلَى يَهُودَ ، فَخَرَجْنَا مَعَهُ حَتَّى جِئْنَا بَيْتَ الْمِدْرَاسِ ، فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَادَاهُمْ : يَا مَعْشَرَ يَهُودَ أَسْلِمُوا تَسْلَمُوا ، فَقَالُوا : قَدْ بَلَّغْتَ يَا أَبَا الْقَاسِمِ ، فَقَالَ : ذَلِكَ أُرِيدُ ، ثُمَّ قَالَهَا الثَّانِيَةَ ، فَقَالُوا : قَدْ بَلَّغْتَ يَا أَبَا الْقَاسِمِ [20]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، کہ ہم مسجد میں تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ یہودیوں کے پاس چلو۔ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ روانہ ہوئے اور جب ہم بیت المدراس کے پاس پہنچے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں آواز دی اے قوم یہود! اسلام لاؤ تم محفوظ ہو جاؤ گے۔ یہودیوں نے کہا: ابو القاسم! آپ نے پہنچا دیا۔

3.5. نصرانیت کے سماجی اثرات

اسلام سے پہلے نصرانیت (عیسائیت) نے مختلف سماجی، ثقافتی، اور سیاسی اثرات مرتب کیے تھے۔ ان میں سے چند اہم اثرات درج ذیل ہیں:

1۔ عیسائی خانقاہوں اور گرجاگھروں نے تعلیمی ادارے قائم کیے، جہاں مذہبی تعلیم کے ساتھ ساتھ فلسفہ، طب، اور سائنسی علوم کی تعلیم بھی دی جاتی تھی۔[21]

2۔ عیسائیت نے خیرات، بیماروں کی دیکھ بھال، اور محتاجوں کی مدد کے اصولوں کو فروغ دیا۔ چرچ نے ہسپتال اور پناہ گاہیں قائم کیں جو غربا اور بیماروں کی خدمت کرتے تھے۔

3۔: عیسائیت نے سماج میں اخلاقی اصولوں اور اقدار کو فروغ دیا، جیسے صداقت، عفو، محبت، اور احترام وغیرہ، عیسائیت نے ظلم و ستم کے خلاف آواز اٹھائی اور سماجی انصاف کے اصولوں کی ترویج کی۔ غلامی کی مخالفت اور حقوق انسانی کی حمایت بھی عیسائیت کی تعلیمات میں شامل تھے۔[22]

4۔ عیسائیت نے مختلف ثقافتوں اور قوموں کو متحد کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔ رومی سلطنت کے دور میں عیسائیت نے مختلف علاقوں کے لوگوں کو مذہبی اور ثقافتی اعتبار سے قریب لایا۔[23]

5۔ عیسائیت نے سیاسی ڈھانچے پر بھی اثر ڈالا۔ رومی سلطنت کے دور میں عیسائیت نے ریاستی معاملات میں اہم کردار ادا کیا اور بادشاہتوں اور حکومتوں کو عیسائی اصولوں کے مطابق چلانے کی کوشش کی۔[24]

- کچھ عرب ایسے بھی تھے جو ابراہیمی مذہب کے پیروکار تھے اور بت پرستی سے بیزار تھے۔ ان کو "حنفاء" کہا جاتا تھا یہ لوگ ایک خدا کی عبادت کرتے تھے اور ابراہیم علیہ السلام کی تعلیمات کو مانتے تھے[25]

7- صحیح بخاری میں عبداللہ بن مسعود کا بیان ہے کہ فتح مکہ کے دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کعبے کے بتوں پر (ہاتھ میں پکڑی ہوئی چھڑی سے) ضرب لگا رہے تھے اور فرما رہے تھے کہ:

جآء الحق وزهق الباطل ان الباطل كان زهوقا[26]

اور اعلان کر دو کہ حق آ گیا اور باطل مٹ گیا، باطل تو مٹنے ہی والا ہے۔

3.6. عرب معاشرت میں عورتوں کی حالت

1۔ اسلام سے پہلے عورتوں کو وراثت کا حق نہیں دیا جاتا تھا۔ جاہلیت کے دور میں وراثت صرف مردوں تک محدود تھی اور عورتوں کو کسی قسم کا حصہ نہیں دیا جاتا تھا۔[27]

2۔ جاہلیت کے زمانے میں لڑکیوں کو زندہ درگور کرنا ایک عام رسم تھی۔ جب کوئی لڑکی پیدا ہوتی تو بعض قبائل اسے شرم کا باعث سمجھ کر زندہ دفن کر دیتے تھے۔ قرآن مجید میں اس ظلم کا ذکر یوں کیا گیا ہے: **وَاِذَا الْمَوْءٗدَةُ سُئِلَتْ بِاَيِّ ذَنْۢبٍ قُتِلَتْ**

"اور جب زندہ در گور کی ہوئی لڑکی سے پوچھا جائے گا کہ وہ کس گناہ کے باعث قتل کی گئی۔[28]

3۔ عورتوں کو شادی کے معاملات میں کوئی حق نہیں دیا جاتا تھا۔ ان کی شادی ان کی مرضی کے بغیر کی جاتی اور طلاق کے حق سے بھی محروم تھیں۔ مردوں کو عورتوں پر مکمل اختیار حاصل تھا اور انہیں کسی بھی وقت طلاق دے سکتے تھے۔[29]

4۔ عورتوں کو معاشرتی لحاظ سے بہت کم تر سمجھا جاتا تھا۔ انہیں مردوں کی ملکیت تصور کیا جاتا اور ان کے ساتھ غیر انسانی سلوک روا رکھا جاتا تھا۔ عورتوں کو تجارت، تعلیم اور دیگر سماجی سرگرمیوں میں حصہ لینے کا کوئی حق نہیں تھا۔[30]

3.7. اسلام سے پہلے عربوں کے سیاسی حالات

قبل از اسلام عرب میں کوئی مرکزی حکومت نہ تھی، نہ ہی کسی قسم کا کوئی سیاسی اتحاد معرض وجود میں آیا تھا، سرداری نظام اپنی تمام تر قباحتوں کے ساتھ عرب کی سیاسی، سماجی اور تمدنی زندگی میں موجود تھا۔ قبائل اکثر آپس میں دست و گریباں رہتے، جنگ و جدل اور قتل و غارت گری روز مرہ کا معمول تھا، ذرا ذرا سی بات پر بھویں تن جاتیں، اور تلواریں نیام سے باہر نکل آتیں۔ یہ قبائل وسیع ریگستانوں میں تسبیح کے دانوں کی طرح بکھرے ہوئے تھے، اور شاید اسی لیے یہ بیرونی حملوں سے محفوظ و مامون رہے۔[31]

مورخ شہیر احمد بن ابراہیم الشریف لکھتے ہیں: "مکہ میں ہمیشہ جمہوری حکومت رہی خواہ خزاعہ کا دور حکومت ہو یا قصی بن کلاب کا، شورائی طرز سے تنازعات کا فیصلہ کیا جاتا تھا، کوئی باقاعدہ مسودہ قانون تو نہیں تھا لیکن مجلس عرف اور علاقائی عادات کے مطابق فیصلہ کرتی تھی"۔

1۔ عرب کے علاقے میں تین اہم حصے تھے:

شمالی عرب، جنوبی عرب، اور وسطی عرب۔

شمالی عرب میں رومی اور ایرانی سلطنتوں کا اثر و رسوخ تھا جبکہ جنوبی عرب میں حبشی سلطنت کا۔ وسطی عرب میں بیشتر قبائل خود مختار تھے۔

2۔ عرب معاشرہ بنیادی طور پر قبائلی تھا۔ ہر قبیلہ ایک الگ سیاسی یونٹ کی حیثیت رکھتا تھا اور قبیلہ کے سردار کو "شیخ" یا "رئیس" کہا جاتا تھا۔ یہ سردار قبیلے کے امور کو سنبھالتا اور فیصلے کرتا تھا

3۔ حجاز اور نجد کے علاقے حجاز اور نجد کے علاقے عرب کے اہم حصے تھے۔ حجاز میں مکہ اور مدینہ جیسے اہم شہر شامل تھے جہاں تجارتی اور مذہبی سرگرمیاں جاری رہتی تھیں۔ نجد میں مختلف قبائل آباد تھے جو ایک دوسرے سے اکثر لڑتے رہتے تھے۔

3.8. اسلام سے قبل عرب کے معاشی حالات

اسلام سے قبل عرب کی ایک محدود اقتصادی حیثیت تھی، جزیرہ عرب جس کو تین جانب سے سمندر ہے اور اس کے اطراف میں بڑے بڑے صحراء پائے جاتے ہیں جس کے باعث اس خطے کی معاشی حالت کچھ زیادہ اچھی نہ تھی۔ اسوجہ سے عربوں کا ان معاشی سرگرمیوں پر گذارہ تھا۔

1۔ تجارت

2۔ زراعت

3۔ صنعت گری

4۔ جنگیں

5۔ غارت گری

3.9. اسلام سے پہلے عربوں کے بیرونی اثرات

متعدد تہذیبوں اور سلطنتوں سے تھے جنہوں نے ان کے معاشرتی، اقتصادی، اور ثقافتی حالات پر اثر ڈالا۔

1۔ عرب کے شمالی علاقے رومی سلطنت کے زیر اثر تھے۔ رومی سلطنت کی تجارت کے باعث عربوں کے ساتھ تجارتی تعلقات تھے۔ عرب تاجروں نے روم سے مختلف اشیاء، مصنوعات، اور ثقافتی عناصر حاصل کیے۔

2۔ مشرق میں فارس (ساسانی سلطنت) کی حکومت تھی۔ فارس اور عربوں کے درمیان بھی تجارتی تعلقات تھے۔ فارس کی ثقافت، زبان، اور مذہبی عقائد کا اثر بھی عربوں پر پڑا۔

3۔ بازنطینی سلطنت کے زیر اثر علاقوں میں بھی عربوں کے تجارتی اور ثقافتی تعلقات تھے۔ بازنطینی اثرات نے عربوں کی معاشرتی اور مذہبی زندگی پر اثر ڈالا۔

4۔ بحری تجارت کے ذریعے عربوں کے ہندوستان کے ساتھ بھی تعلقات تھے۔ ہندوستانی مصالحے، کپڑا، اور دیگر مصنوعات عربوں کے لئے اہم تھیں۔ ہندوستانی علم و حکمت اور ثقافت کے اثرات بھی عربوں پر تھے۔

5۔ عربوں کے افریقہ کے ساتھ بھی تجارتی تعلقات تھے، خصوصاً حبشہ (ایتھوپیا) کے ساتھ۔ حبشہ کی ثقافت اور زبان کے اثرات عربوں پر نمایاں تھے۔

6۔ مکہ کا شہر تجارتی اور مذہبی مرکز تھا۔ یہاں سالانہ تجارتی میلوں کے دوران مختلف قبائل کے لوگ جمع ہوتے تھے اور اپنے بتوں کی عبادت کرتے تھے۔ قریش قبیلہ مکہ کا محافظ تھا اور اسے خاص اہمیت حاصل تھی۔9

. سیاسی اتحاد اور جنگیں سیاسی اتحاد کمزور تھے اور زیادہ تر وقتی مفادات کے تحت بنتے تھے۔ جنگیں اکثر قبیلوں کے درمیان ہوتی تھیں اور ان کا مقصد اقتدار اور وسائل کا حصول ہوتا تھا۔

3.10. قبل از اسلام عربوں کی اخلاقی حالت

عربوں کی اخلاقی حالت بہت ہی خراب تھی۔ ان میں حیواں اور انسان کا بالکل احترام نہیں تھا۔ حرام و حلال کی تمیز نہیں تھی۔ اہلِ عرب میں عریانی و بے حیائی، قمار بازی اور زناکاری جیسے اخلاقی جرائم عام تھے۔ مادر زاد ننگے خانہ کعبہ کا طواف کرتے۔ کھلے میدانوں میں بالکل ننگے نہاتے، حتٰی کہ بھری محفل میں ازراہِ مذاق ستر کھول دیتے تھے۔

شراب اور جوا ان کے پسندیدہ مشغلے تھے۔ شراب میں مست ہو کر واہیات بکنا ان کا معمول تھا۔ عرب بہت سنگدل تھے۔ جانوروں کو درختوں سے باندھ کر تیر اندازی کی مشق کرتے۔ حاملہ عورتوں کے پیٹ چاک کرتے تھے۔ مجرموں کو وحشیانہ سزائیں دیتے تھے۔[32]

4. نتائج بحث

اس مضمون میں سے جو نتیجہ اخذ ہوا، وہ درج ذیل ہے۔

1۔ بعثتِ نبوی سے قبل عرب معاشرہ قبائلی نظام، جہالت، نسلی منافرت، ظلم وناانصافی، اور مذہبی گمراہی کا شکار تھا۔

2۔ خواتین کی حالت زار اور قبائلی سرداروں کا اثرورسوخ نے معاشرتی نابرابری اور تقسیم کو بڑھاوا دیا تھا۔

3۔ اس ماحول میں امن، انصاف، اور استحکام کا فقدان تھا۔

4۔ بعثتِ نبوی سی قبل عرب لوگ بہت ظالم تھے، جو عورتوں اور مردوں کو ایسی ظالمانہ سزائیں دیتے تھے، جس کو دیکھنے سے لوگ ہر وقت خوف زدہ اور کانپتے رہتے تھے۔

5۔ انسانوں کے ساتھ جانوروں سے بھی بدتر سلوک کیا جاتا تھا۔

5. سفارشات

1: معاشرتی مسائل کے حل کے لیے تعلیم اور شعور کی اہمیت کو سمجھنا ضروری ہے۔ لوگوں کو علم اور فکری ترقی کی طرف راغب کرنا چاہیے تاکہ وہ اپنی زندگی میں مثبت تبدیلیاں لا سکیں۔

2: معاشرتی انصاف کو یقینی بنانے کے لیے قانون کی حکمرانی اور عدل و انصاف کے اصولوں کی پاسداری ضروری ہے۔ اس سے معاشرتی توازن اور استحکام بحال ہو سکتا ہے۔

3: قبائلی یا نسلی تعصبات کے بجائے اتحاد اور بھائی چارے کو فروغ دینا چاہیے۔ مختلف طبقوں اور گروہوں کے درمیان ہم آہنگی پیدا کرنے کے لیے اجتماعی کوششوں کی ضرورت ہے۔

4:خواتین کے حقوق کا تحفظ اور انہیں معاشرتی مقام دینا ضروری ہے۔ ان کے لیے تعلیم، صحت، اور روزگار کے مواقع پیدا کرنے سے معاشرہ مزید ترقی کر سکتا ہے۔

5:مذہبی گمراہیوں کو ختم کرنے اور صحیح دینی تعلیمات کو عام کرنے کی ضرورت ہے۔ اس سے معاشرتی استحکام اور روحانی ترقی ممکن ہو سکتی ہے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حوالہ جات(References)

1:http://www.fikrokhabar.com/ur/content-details/48682/news/harword-univercity--news.html

2:ایضاً

3:ایضاً

4:ایضاً

[5] :میر ولی الدین، **تاریخ اسلام انڈیا**:حیدرآباد، دکن، جامعہ عثمانیہ سرکار عالی، 1940ء۔

[6]ابن ھشام، **سیرت رسول اللہ**، کراچی: ادارہ اسلامیات، 2011ء،، س/ن

[6] -" (Durkheim, Émile. "The Rules of Sociological Method," 1895)

[7] (Weber, Max. "Economy and Society," 1922)

[8] : کیلانی، عبد الرحمٰن، **تیسیر القرآن**، لاہور: مکتبہ السلام، 2010ء، ج:1 ص:297

[9] ابنِ ہشام، "**سیرت رسول اللہ**، کراچی: ادارۃ اسلامیات، 2011ء، جلد 1، صفحہ 79–82۔2.

[10] :ابنِ کثیر، ابوالفداء عماد الدین، **البدایہ والنہایہ**، کراچی: نفیس اکیڈمی، 2011ء، ج:2، ص:247۔3.

[11] ول ڈیورانٹ، "The Story of Civilization: The Age of Faith صفحہ 145۔

[12] :ایضاً

[13] ابن ھشام، **سیرت رسول اللہ**، کراچی: ادارہ اسلامیات، 2011ء، جلد 2۔ صفحہ 256۔260

9:ابن ھشام، **سیرت رسول اللہ**، ج:1، ص:256۔260

[15] :ول ڈیورانٹ، "The Story of Civilization: The Age of Faith"، صفحہ 145۔

[16] ایضاً

[17] :ابنِ کثیر، ابوالفداء عماد الدین، **البدایہ والنہایہ**، کراچی: نفیس اکیڈمی، 2011ء، ج:2، ص:243.

[13]:ابن ھشام، **سیرت رسول اللہ**، کراچی: ادارہ اسلامیات، 2011ء، ج:1، ص:81

[19] :ابنِ کثیر، ابو الفداء عماد الدین، **البدایہ والنہایہ**، کراچی: نفیس اکیڈمی، 2011ء، ج:2، ص:244.

[20] :البخاری، محمد بن اسماعیل ابو عبد اللہ، **صحیح البخاری**، (بیروت: دار الطوق النجاۃ، 1422ء)، رقم الحدیث:6944

[21] Encyclopedia Britannica on Early Christian Education

[22] : https://www.britannica.com

19:ایضاً

[24] ایضاً

[21] الجزری، **تاریخ ابن اثیر**، **ہند**: حیدر آباد دکن، دار الطبع جامعہ عثمانیہ، 1938ء

[22] بنی اسرائیل، 81:17

[29] التکویر، 30:8-9

[30] **محمد** بن سعد، **طبقات ابن سعد**، پاکستان: کراچی، نفیس اکیڈمی، 16 مئی 2012ء، س/ن

[31] ایضاً

[32] **سیرت رسول**، ڈاکٹر محمد طاہر القادری، پاکستان: لاہور، منہاج القرآن، ج:2، ص:70

[33] القادری، ڈاکٹر محمد طاہر، **سیرت رسول**، پاکستان: لاہور، منہاج القرآن، ج:2، ص:73